یمن کے سب سے بڑے دار الافتاء کا سلمان تاثیر کے کفر اور ممتاز قادری کی بریت میں فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين، سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين، وعلى آله وصحبه وتابعيهم إلى يوم الدين.

أما بعد.

استفتاء کے شق اول کا جواب

ہمیں شہر تریم حضرموت یمن کے دار الإفتاء میں محمد محبوب الرسول القادری کا پاکستان کے شہر لاہور سے استفتاء موصول ہوا، اور ہمارے دار الإفتاء کی مجلس کا اجلاس بمؤرخہ 13 ربیع الثانی 1433 ہجری کو منعقد ہوا جس میں استفتاء میں وارد ہونے والے تمام پہلوؤں کا بخوب غور و فکر اور بحث و مباحثہ سے جائزہ لیا گیا، اور ہم اس نتیجہ پہ پہنچے کہ اس سؤال میں جیسا کہ کہا گیا ہے اگر واقعی ہی ایسا ہے تو سلمان تاثیر ان اقوال کی رو سے مرتد اسلام ہے، اور اس پہ تمام مرتدین کے احکام نافذ کیے جائینگے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

سب سے پہلے توبہ کی ترغیب دی جائگی جو کہ واجب ہے اور اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو فبہا ورنہ کفراً قتل کر دیا جائگا، اور پھر نہ ہی اس کو غسل دیا جائگا اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائگی، اور نہ ہی اسے کفن دیا جائگا، اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے مقبرہ میں مدفون کیا جائگا، اسکی تمام زوجات کے درمیان تفریق کر دی جائگی، اور ان میں سے جو غیر مدخولہ ہیں ان پہ فوری طلاق بائنہ واقع ہو جائگی، اور اسکے مسلمان نہ ہونے کی صورت میں اسکی تمام مدخولہ زوجات پہ عدت گزرنے کے بعد طلاق بائنہ واقع ہو گی۔

اور نہ ہی وہ کسی کے ترکہ کا وارث بن سکتا ہے اور نہ ہی اس کے ترکہ کا کوئی وارث بنے گا، اس کی تمام مال و جائداد پہ اس کا تعلق ختم ہو جائگا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، کیونکہ ارتداد کفر کی سب سے بدترین قسم ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

[وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ] [البقرة: ٢/ ٢١٧].

ترجمہ: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں، اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

اور حضرت علامہ محمد بن سالم بن حفیظ رحمہ اللہ سے جب اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے آپ r کی توہین کی کہ اس شخص کو کہا: (او مسخرے خوش آمدید) جو آپ r کے میلاد مصطفی میں تعظیماً کھڑا ہوا جہاں حضور r کی سیرت کا تذکرہ ہوتا ہے، تو آپ نے ایک مفصل جواب دیا اور متعدد دلائل سے اپنے موقف کی تائید کی جیسا کہ آپ کے فتاوی میں ہے، اور آپ نے فرمایا: اللہ تعالی اس کا بھلا کرے! اس شخص کے مذکورہ قول کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں:

اولاً: یہ کہ اس نے یہ قول حقارت کی نظر سے آپ کی بارگاہ میں کہا جو کہ تمام مخلوقات سے افضل اور خاتم الانبیاء والرسل ہیں صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

ثانیاً: اس نے اپنے مذکورہ قول سے ان حضرات کو اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جو آپ r کی بارگاہ اقدس میں تعظیماً کھڑے ہوئے تھے.

پہلی صورت: پہلی صورت میں اس کا دین اسلامی سے خارج ہونے میں کوئی شک نہیں، والعیاذ باللہ من ذلک؛ کیونکہ حضور r کی یا کسی بھی نبی مرسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی توہین کفر ہے بالاجماع۔

قاضی عیاض کی کتاب الشفاء میں ہے جسکے لفظ کچھ یوں ہیں: «من أضاف إلى نبينا r تعمد الكذب فيما بلغه وأخبر به، أو شك في صدقه، أو سبه، أو قال: إنه لم يبلغ، أو استخف به، أو بأحد من الأنبياء، أو أزرى عليهم، أو آذاهم أو قتل نبياً، أو حاربه فهو كافر بإجماع»- انتهى. كتاب الشفاء: ٢/ ص ٦٠٨، طبع ٢، دار الفيحاء-

ترجمہ: جس شخص نے حضور r کی تبلیغ یا خبر کو جھٹلایا، یا اسمیں شک وشبہ کیا، یا برا بھلا کہا، یا یہ کہا کہ آپ نے دین کے پیغام میں کوتاہی کی، یا آپ سمیت کسی بھی نبی کو حقیر جانا، یا عیب نکالا، یا کسی بھی طریقہ سے تکلیف دی، یا ان سے جنگ وقتال کیا یا انمیں سے کسی کو قتل کیا وہ بالاجماع کافر ہے۔

اور یوں ہی ہمارے ائمہ کی بہت سی دیگر کتب میں وارد ہوا ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب الاعلام فی قواطع الإسلام، اور حضرت علامہ الحبیب عبد اللہ بن حسین بن طاہر رحمہ اللہ کی کتاب سلم التوفیق اور اسکی شرح میں ہے جو کہ حضرت علامہ محمد سعید بابصیل رحمہ اللہ تعالی کی ہے، ودیگر بہت سی کتب میں ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب التحفہ میں کتاب الردۃ کے شروع میں ماتن کی عبارت کے بعد فرماتے ہیں: « هي قطع الإسلام بنية، أو قول كفر، أو فعل، سواء قاله استهزاء، صورتها كأن يقول له: قُص أظافرك فإنه سنة. فقال: لا أفعله وإن كان سنة».

ترجمہ: مرتد ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں: قطع اسلام کی نیت کرنا، کفریہ اقوال وافعال کا سرزد ہونا اگرچہ وہ ہنسی مذاق میں کیوں نہ ہو، مثال کے طور پہ اگر اسے کہا گیا: بھائی ناخن تراش لو سنت ہے، اس نے جواباً کہا: میں نہیں تراشوں گا سنت ہے تو کیا ہوا۔

اور پھر ماتن کے قول کے بعد فرمایا: « وكذَّب رسولاً أو نبياً أو نقصه بأي منقص كأن صغَّر اسمه مريداً تحقيره» انتهى. ج ۹/ ص ۸۱ــ۸۷.

ترجمہ: کسی رسول یا نبی کو جھٹلانا یا انمیں کسی قسم کی کمی نکالنا جیسا کہ نام کی تصغیر نکالنا ہے حقارت کی نیت سے۔

اور ایسے ہی علامہ رملی نے نہایۃ میں فرمایا ہے۔

دوسری صورت: اور اگر اس شخص کی نیت: (او مسخرے خوش آمدید) سے آپ r کی بارگاہ اقدس میں تعظیماً کھڑے ہونے والے حضرات پہ طعن وتشنیع کرنا تھا تو اسکی دو وجہیں ہو سکتی ہیں:

پہلی یہ کہ وہ تعظیماً مصطفی r کی بارگاہ میں کھڑے ہوئے اس لیے وہ انھیں نشانہ بنا رہا ہے تو یہ قسم اول ہی کی ایک صورت ہے، کیونکہ آپ r کی تعظیم کرنا سنت ہے، اور سنت رسول دراصل کتاب اللہ کی طرح وحی ہی ہے، لہذا سنت کو حقیر جاننا کفر ہے، والعیاذ باللہ، جیسا کہ علامہ ابن الھیتمی کی کتاب التحفہ سے صراحت گزری۔

اور حضرت علامہ الخطیب الشربینی کی کتاب المغنی میں باب الردۃ میں ہے:« أو استخف بسنة كما لو قيل له: كان النبي r إذا أكل لعق أصابعه الثلاثة، فقال: ليس هذا بأدب، أو قيل له: قلم أظفارك فإنه سنة، فقال: لا أفعل وإن كان سنة، وقصد الاستهزاء بذلك». انتهى. ج ٥/ ص ٤٢٩.

ترجمہ: مرتد ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس نے سنت رسول r کو حقیر جانا، مثال کے طور پہ اگر اسے کہا گیا: کہ آپ r جب کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی تین انگلیاں مبارک چاٹ لیا کرتے تھے، تو اس نے جواباً کہا: یہ تو غیر مہذب فعل ہے، یا جب اسے کہا گیا: بھائی ناخن تراش لو سنت ہے، اس نے سنت کو حقیر جانتے ہوئے جواب دیا: میں نہیں تراشوں گا سنت ہے تو کیا ہوا۔

اور اگر اس کی شخص کی: (او مسخرے خوش آمدید) سے مراد خود ان حضرات کو حقیر جاننا تھا کسی اور وجہ سے تو ایسا کہنا بہت سخت حرام ہے، اور ایسا شخص شدید تعزیر کا مستحق ہے تا کہ اس جیسے دیگر لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور اس جیسے ناپاک اقوال کی ہمت نہ کریں۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں:« و لم يتعرض الشيخان ولا غيرهما فيما رأيت للراجح في المسألة الأولى. أعني: قوله: كان، أي: النبي r طويل الأظفار، والذي يظهر أنه إن قال ذلك احتقاراً له r واستهزاء به، أو على جهة النقص إليه كُفرٌ، وإلا فلا، ويُعزر التعزير الشديد». انتهى.

ترجمہ: شیخان نے پہلے مسائلہ میں ترجیح ذکر نہیں کی جہاں تک میری معلومات ہے، میری مراد اس شخص کا قول: (کہ آپ r لمبے ناخنوں والے تھے) اور مجھے یہ لگتا ہے کہ اگر اس نے حقارت یا طعن و تشنیع کے ارادہ سے کہا تو کافر ہے ورنہ نہیں، مگر اسے سخت تعزیر دی جائگی۔

ایک اور جگہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:« لو قال جواباً لمن قال: كان رسول الله r إذا أكل لحس أصابعه: هذا غير أدب. كفرٌ، وقد يُوجه بأن هذا إنكاراً لسنة لعق الأصابع ورغبة عنها، فيأتي فيه ما مر فيمن قيل له: قص أظافرك، فقال: لا أفعل، رغبة عن السنة».

ترجمہ: اگر کسی شخص کے سامنے کہا گیا کہ جب آپ r کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی انگلیاں مبارک چاٹ لیا کرتے تھے تو اس نے جواباً کہا کہ یہ غیر مہذب فعل ہے تو ایسا کہنا کفر ہے، تو اس کے مذکورہ قول کو سنت سے روگردانی پہ محمول کیا جائےگا جیسا کہ کسی کو کہا گیا: بھائی اپنے ناخن تراش لو، اس نے سنت سے اعراض کرتے ہوئے جواباً کہا: میں ہرگز ایسا نہیں کرونگا۔

اور پھر علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:« أو قيل له: كان النبي r يحب القرع أو الخل، فقال: لم أر هما، أو لا أر بينهما شيئاً، فلا كفرٌ إن أراد الإخبار عن طبعه أو أطلق، بخلاف ما لو أراد بعدم محبته لهما لكونه r يحب ذلك؛ لأن إرادة ذلك فيها استهزاء به r واحتقار له r ». انتهى.

ترجمہ: یا کسی شخص کو یہ کہا گیا کہ آپ r کدو یا سرکہ پسند فرماتے تھے، تو اس نے جواباً کہا: مجھے تو کچھ ایسا نہیں لگتا، یا کہا: کہ مجھے تو ان میں کچھ خاص نظر نہیں آیا، تو اگر اس نے اپنی طبیعت کی کیفیت بتائی یا ویسے مطلقاً کہا تو کفر نہیں ہو گا، اور اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں ان دونوں کو اس لیے پسند نہیں کرتا کیونکہ حضور r انہیں پسند فرمایا کرتے تھے تو ارادہ استہزاء و طعن کی وجہ سے کافر ٹھرا۔

اور علامہ باؔبصیل رحمہ اللہ اپنی کتاب إسعاد الرفیق شرح سلم التوفیق میں کتاب الاعلام سے نقل کر کے فرماتے ہیں:« قال في الشفاء: من سب نبينا r ويلحق به في جميع ما ذكر غيره من الأنبياء المتفق على نبوتهم، أو عابه، أو ألحق به نقصاً في نفسه أو نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله، أو عرَّض به أو شبهه بشيء على طريق السب، أو التصغير لشأنه أو لعنه، أو دعا عليه، أو تمنى له مضرة، أو نسب إليه ما لا يليق بمنصبه على طريق الذم، أو عيَّره بشيء مما جرى عليه من البلاء والمحنة، كان كافراً بالإجماع كما حكاه جماعة، وحكاية ابن حزم الخلاف فيه لا معول عليها، سواء صدر منه جميع ذلك أو بعضه فيقتل ولا تقبل توبته عند أكثر العلماء، وعليه جماعة من أصحابنا، بل ادعى فيه الشيخ أبو بكر الفارسي الإجماع. انتهى.

ترجمہ: شفاء میں ہے: جس نے ہمارے نبی یا دیگر انبیاء میں سے کسی بھی نبی جن کی نبوت پہ اتفاق پایا جاتا ہے صلوات اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہا، یا آپ r کی ذات اقدس یا نسب پاک یا دین یا عادات مبارکہ میں عیب و نقص نکالا، یا اشارۃً نکتہ چینی کی، یا کسی ناموزوں چیز سے تشبیہ دی بطور طعن و تشنیع، یا آپ کی شان میں کمی کا اظہار کیا، یا لعن و طعن کیا، یا بد دعا دی، یا

آپ کیلئے تکلیف دہ چیز کی خواہش کی، یا آپ کی طرف بطور ذم کچھ ایسا منسوب کیا جو آپ کی شان اقدس کے لائق نہیں، یا جو آپ پہ تکلیف و مصائب وامتحان آئے ان کا عار دلایا تو بالاجماع کافر ہوا جیسا کہ کثیر علماء سے منقول ہے، اور جو ابن حزم سے اسکے خلاف منقول ہوا اسکا کچھ اعتبار نہیں، اور اگرچہ مذکورہ تمام افعال کا کسی سے صدور ہوا یا بعض کا، اور ایسے شخص کی جمہور علماء کے نزدیک توبہ بھی قبول نہیں، اور یہی ہمارے علماء کا مفتی بہ موقف ہے، بل کے الشیخ أبو بکر الفارسي رحمہ اللہ نے تو اس پہ اجماع کا دعوی کیا ھے۔

اور اسی کتاب إسعاد الرفیق میں متن سلم التوفیق سے نقل ہے: « وحاصل أكثر تلك العبارات التي ذكرها ذانك الإمام(يعني: هما القاضي عياض في الشفاء وابن حجر في الإعلام) يرجع إلى أن كل عقد. أي: اعتقاد، أو فعل أو قول موصوف كل واحد منها بكونه يدل على استهانة ممن صدر منه، أو استخفاف بالله سبحانه وتعالى أو بشيء من كتبه، أو بأحد من أنبيائه أو ملائكته المجمع عليهم أو بشيء من شعائره أو معالم دينه، أو أحكامه، أو وعده أو وعيده كفر ـــ خبر إن ـــ أي: إن قصد قائل ذلك الاستخفاف أو الاستهزاء بذلك، أو معصية محرمة شديدة التحريم إن لم يقصد ذلك».

ترجمہ: ہم نے جو عبارت قاضی عیاض کی الشفاء سے اور ابن حجر کی اعلام سے نقل کی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عقیدہ و قول و فعل جو حقارت کی نیت سے صادر ہو اللہ تعالی یا اسکی کُتُب یا اسکے کسی نبی یا فرشتہ جو متفق علیھم ہیں، یا اسکے شعائر یا اسکے دین کی نشانیوں یا اسکے احکام یا اسکے وعد و وعید سے تو یہ کفر ہے اور اگر اسکا ارادہ حقارت کا نہیں تھا تو شدید حرام اور سخت گناہ ہے۔

ہم نے علامہ محمد ابن سالم بن حفیظ رحمہ اللہ کے فتاوی سے عبارت نقل کی جو یہاں پہ اختتام کو پہنچی، جس سے استفتا کے شق اول کا جواب واضح ہوا جو سلمان تاثیر کے متعلق تھا۔

استفتاء کے شق ثانی کا جواب

جہاں تک استفتاء کے دوسری شق کا تعلق ہے جو ممتاز قادری کے متعلق ہے کہ جب اسے مقامی علماء کے فتاوی سے آگاہی ہوئی کے سلمان تاثیر مباح الدم ہے اور اسے پاکستان کے قانون کی روسے پھانسی دلوانے میں بہت سی رکاوٹیں درپیش تھی جیسا کہ سؤال میں ذکر کیا گیاہے تواسے قتل کر دیا تواس کے جواب میں ہم وہ عبارات نقل کرتے ہیں جو شافعی اور بہت سے دیگر علماء نے دوسرے مذاہب سے نقل کی ہیں جسکی تفصیل کچھ یوں ہے۔

علامہ ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب التحفۃ میں فرمایاہے:« ولا يتولاه. أي: حد الردة إلا الإمام أو نائبه، فإن افتات عليه أحد عزر». انتهى. ج ٩/ ص١١٦.

ترجمہ: حد جاری کرنے کا حق صرف وقت کے امام یا اسکے نائب کو ہے، اور اگر کوئی اور اس کام کو بغیر اجازت سرانجام دیتاہے تواسے تعزیر دی جائیگی۔

مذہب حنفی کے علماء نے فرمایا جیسا کہ الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی میں ہے:« وإذا ارتد المسلم عن الإسلام والعياذ بالله عرض عليه الإسلام، فإن كانت له شبهة كشفت عنه؛ لأنه عساه اعترته شبهة فتزاح، وفيه دفع شره بأحسن الأمرين إلا أن العرض على ما قالوا غير واجب؛ لأن الدعوة بلغته، قال: ويُحبس ثلاثة أيام فإن أسلم وإلا قتل، وفي الجامع الصغير: المرتد يُعرض عليه الإسلام حراً كان أو عبداً فإن أبى قتل». انتهى. ج ٤/ ص٣٣٠ـــ ٣٣١.

ترجمہ: اگر کوئی شخص اسلام سے مرتد ہوتاہے والعیاذ باللہ تواس پہ اسلام پیش کیا جائے ہو سکتاہے اسے کوئی شبہ لاحق ہوئی ہو اور اس سے اسکے شکوک وشبھات دور ہو جائیں، کیونکہ قتل کی مصیبت سے یہ زیادہ بہتر ہے، مگر ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ اس پہ پھر سے اسلام پیش کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ تبلیغ اسلام اسے پہلے پہنچ چکی ہے، اور ماتن نے فرمایاہے کہ: اسے تین دن تک جیل میں بند کر دیا جائے اگر وہ اسلام لائے توفبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی کی کتاب الجامع الصغیر میں ہے: مرتد پہ اسلام پیش کیا جائیگا وہ آزاد ہو یا غلام اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کرتاہے تواسے قتل کر دیا جائیگا۔

اور پھر صاحب ہدایۃ فرماتے ہیں:« فإن قتله قاتل قبل عرض الإسلام عليه كره ولا شيء على القاتل، ومعنى الكراهية ههنا ترك المستحب وانتفاء الضمان لأن الكفر مبيح للقتل والعرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب». انتهى. ج ٤/ ص٣٣٢.

ترجمہ: اگر اس مرتد کو اسلام پیش کرنے سے قبل کوئی اور قتل کر دیتا ہے تو اسکا یہ فعل مکروہ ہے، اور یہاں کراہت سے مراد مستحب کا ترک کرنا مگر اس پہ کسی قسم کا تاوان نہیں ہے، کیونکہ کفر خون معاف ہونے کا سبب ہے، اور جب ایک دفعہ تبلیغ اسلام پہنچ چکی پھر سے اسلام پیش کرنا واجب نہی ہے۔

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے:« قتله قاتل قبل العرض لا شيء عليه؛ لأنه مستحق للقتل بالكفر فلا ضمان عليه، ويكره له ذلك لما فيه من ترك العرض المستحب، ولما فيه من الافتيات على الإمام». انتهى. ج ٤/ص ٨٩ـــ٩٠.

ترجمہ: اسلام پیش کرنے سے قبل کوئی اور اسے قتل کر دیتا ہے تو اس قاتل پہ کچھ نہیں، کیونکہ مرتد کفر کی وجہ قتل کا ہی مستحق تھا، لہذا اس پہ کسی قسم کا تاوان نہیں، مگر اس کا یہ فعل مکروہ ہے کیونکہ اس پہ اسلام پیش کرنا مستحب تھا جسے ترک کر دیا گیا، نیز اسے امام وقت کی اجازت کے بغیر یہ فعل انجام دیا گیا۔

حاشیہ الشلبی علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے:« قال في الهداية: فإن قتله قاتل قبل عرض الإسلام عليه. قال الكمال: أو قطع عضواً منه كره ذلك ولا شيء على القاتل؛ لأن الكفر مبيح، وكل جناية على المرتد هدر. انتهى. وفي الشرح الطحاوي: إذا فعل ذلك، أي: القتل أو القطع بغير إذن الإمام أُدِّب. انتهى. قال قاضيخان: وردة الرجل تبطل عصمة نفسه حتى لو قتله القاتل بغير أمر القاضي عمداً أو خطأً أو بغير أمر السلطان أو أتلف عضواً من أعضائه لا شيء عليه». انتهى.

ترجمہ: جب علامہ مرغینانی نے کتاب الھدایہ میں فرمایا: اسلام پیش کرنے سے قبل کوئی اور اسے قتل کر دیتا ہے تو.... اس پہ اِمام ابن الھمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یا کسی نے مرتد کا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کا یہ فعل مکروہ ہے مگر اس پہ کسی قسم کا تاوان نہیں ہے کیونکہ کفر خود ہی خون معاف ہونے کا سبب ہے، اور ہر قابل سزا جرم مرتد پہ کیا جانے والا معاف ہے۔ اور شرح

الطحاوی میں ہے: اگر کسی نے مرتد کو قتل کر دیا یا اسکا کوئی عضو بغیر امام وقت کی اجازت کے کاٹ ڈالا تو اس پہ تعزیر ہے۔ امام قاضیخان فرماتے ہیں: آدمی کے مرتد ہونے سے اس کا خون معاف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی قاضی یا حاکم وقت کی اجازت کے بغیر جان بوجھ کر یا غلطی سے قتل یا اسکا کوئی عضو کاٹ دیتا ہے تو اس پہ کسی قسم کا تاوان نہیں۔

اور اب ہم حنبلی مذہب کے علماء کا موقف کتاب متن الاقناع سے نقل کرتے ہیں: « ولا يقتله إلا الإمام أو نائبه حراً كان المرتد أو عبداً... فإن قتله غيره بلا إذنه أساء وعزر ولم يضمن، سواء قتله قبل الاستتابة أو بعدها» انتهى.

ترجمہ: مرتد کو امام وقت یا اس کا نائب ہی قتل کر سکتا ہے وہ آزاد ہو یا غلام، اور پھر فرماتے ہیں: اگر اسے کوئی اور توبہ کی ترغیب سے قبل یا بعد بلا اجازت قتل کر دیتا ہے تو اسے تعزیر دی جائیگی مگر اس پہ کسی قسم کا تاوان وغیرہ نہیں۔

حنبلی فقیہ منصور بن یونس البھوتی اپنی کتاب شرح کشاف القناع میں فرماتے ہیں: « وإن قتله. أي: المرتدَ غيرُه. أي: غير الإمام ونائبه بلا إذنه أساء وعزر؛ لافتياته على الإمام أو نائبه، ولم يضمن القاتلُ المرتد؛ لأنه محل غير معصوم سواء قتله قبل الاستتابة أو بعدها؛ لأنه مهدر الدم في الجملة، ورِدته مبيحة لدمه، وهي موجودة قبل الاستتابة كما هي موجودة بعدها». انتهى.

ترجمہ: اگر کوئی اور شخص امام وقت یا اسکے نائب کی اجازت کے بغیر قتل کر دیتا ہے تو ایسا کرنا غلط ہے، لہذا اسی تعزیر دی جائگی امام وقت یا اسکے نائب کی اجازت کے بغیر سرانجام دینے کی وجہ سے، مگر اس قاتل پہ کسی قسم کا تاوان نہیں ہے کیونکہ وہ کفر کی وجہ سے مبیح الدم ہو چکا تھا لہذا اسکا خون رائگاں جائگا، کیونکہ ارتداد خون معاف ہونے کا سبب ہے، اور اسمیں کوئی فرق نہیں کہ اسے ترغیب توبہ سے قبل یا بعد میں قتل کیا گیا۔

آج 20 ربیع الثانی 1433 ہجری بموافق 13 مارچ 2012 عیسوی کو شہر تریم حضرموت یمن کے دار الافتاء کے تمام اعضاء مفتیان کرام جس متفقہ فیصلہ پہ پہنچے مرقوم ہوا، اور ایسا ہی ہمارے علماء کرام سے منقول ہے۔

ہم تمام مفتیان کرام اس فتوی پہ دستخط کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ مفتی علی المشہور بن محمد بن سالم بن حفیظ۔

۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد علی الخطیب۔

۳۔ حضرت علامہ مفتی محمد بن علی بن فرج باعوضان۔

مجلس الافتاء الجمہوریۃ الیمینۃ کا اسٹیمپ۔